بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم　　و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

دفتر مجلس انصار اللہ بھارت

Office Of The Majlis Ansarullah Bharat

Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA

Ph:+91-1872-220186, Fax: +91-1872-224186, Mob. +91-98154-94687, E-mail:ansarullahbharat@gmail.com

حوالہ/Ref　　　　　　　　تاریخ/Date

شکر گزاری کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا عملی نمونہ اور آپؑ کی تعلیمات

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14 / اگست 2026ء (۱۴ ظہور ۱۴۰۵ ہش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبات میں شکر گزاری کے اظہار کے لیے آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور اسوۂ حسنہ بیان کیا تھا۔ شکر گزاری کے اس اعلیٰ معیار کو آپؐ کے غلام صادق اور اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے کس طرح سمجھا اور اپنے عمل سے گھر میں بچوں کو کیسے سمجھایا، اس کے متعلق بعض حوالے پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نعمتوں پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی اہمیت اور حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب انسان کسی اعلیٰ مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ مغرور ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اس عرصے میں بہت کچھ نیک کام کر سکتا ہے اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو تو میں اپنے احسانات کو اور بھی زیادہ کرتا ہوں اور اگر تم کفر کرو تو پھر میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے

یعنی انسان پر جب خدا تعالیٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور الٹا ظلم شروع کر دے تو پھر خدا تعالیٰ اس سے وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور عذاب نازل کرتا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ سب سے مقدّم اللہ کا شکر کرو جس نے ہمیں زندگی دی، صحت دی، تندرستی بخشی، امن دیا اور اشاعتِ دین کے سامان مہیا کیے ہیں اور حقیقت میں سچی بات یہی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنا چاہیں تو ہرگز ممکن نہیں کہ اس خدا کی مہربانی اور احسانوں کا شمار کر سکیں۔

پھر ایک موقع پر آپؑ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیے کہ جس نے اُن کو ایک ایسا دین بخشا ہے جو علمی اور عملی طور پر ہر ایک قسم کے فساد اور مکروہ باتوں اور ہر ایک نوع کی قباحت سے پاک ہے اگر انسان غور اور فکر سے دیکھے تو اُس کو معلوم ہوگا کہ واقعی طور

پر تمام محامد اور صفات کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد وثنا کا مستحق نہیں ہے۔ اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض کی ملونی کے دیکھے تو اُس پر بدیہی طور پر کُھل جاوے گا کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتا ہے وہ یا تو اِس لیے مستحق ہوسکتا ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ کسی وجود کی خبر تھی وہ اس کا پیدا کرنے والا ہو یا اس وجہ سے کہ ایسے زمانہ میں کہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقاءِ وجود اور حفظِ صحت اور قیامِ زندگی کے لیے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اور اس نے وہ سب سامان مہیّا کیے ہوں یا ایسے زمانہ میں کہ اُس پر بہت سی مصیبتیں آسکتی تھیں اُس نے رحم کیا ہو اور اُس کو محفوظ رکھا ہو۔ اور یا اِس وجہ سے مستحق تعریف ہوسکتا ہے کہ محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہ کرے اور محنت کرنے والوں کے حقوق پورے طور پر ادا کرے۔ اگرچہ بظاہر اُجرت کرنے والے کے حقوق کا دینا معاوضہ ہے لیکن ایسا شخص بھی محسن ہوسکتا ہے جو پورے طور پر حقوق ادا کرے۔ یہ صفات اعلیٰ درجہ کی ہیں جو کسی کو مستحق حمد وثنا بنا سکتی ہیں۔

اب غور کرکے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر اِن سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متّصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔ پھر اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور سلسلہ احمدیہ کے قیام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لیے خاص کرکے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام واشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لیے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے، جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور نہیں ہونے دوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور اِن اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چُپ رہتا اور اپنے اُس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسولؐ کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا...... سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے وعدے کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیش گوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف پیشگوئی کو پورا کر دیا بلکہ آئندہ کے لیے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدے بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے ہمارے بزرگ آباء اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں سفر کر گئیں وہ تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا، اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔

حضور فرماتے ہیں! آج کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو مان لیں اور اپنے آپ کو وحدت کی لڑی میں پرولیں تاکہ مشکلات سے بچ سکیں۔

ایک متلاشئ حق کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا شکر کرو کہ اس نے عین وقت پر دستگیری فرمائی ہے اور اس سلسلے کو قائم کیا۔ اس لیے تم کو مناسب ہے کہ اس فضل کو جو تم کو دیا گیا ہے، ضائع نہ کرو اور ادب کی نگاہ سے دیکھو اور اس مدد اور

نصرت کی جو تمہیں دی گئی ہے قدر کرو.......اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو لوگ شناخت کر لیتے ہیں۔ پس تم پر یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہیں یہ قوت عطا کی ہے اور شناخت کی آنکھ بخشی ہے۔

پھر آپؑ نے میاں عبدالحق صاحب کی مثال دی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی اور ان کو عیش کی جگہ سے نکال کر حق قبول کرنے کی توفیق دی۔ حضرت میاں عبدالحق صاحب قصور کے رہنے والے تھے۔ طالب علم تھے اور عیسائی ہو گئے۔ پھر حضرت صاحبؑ کی بعض تحریروں کو پڑھ کر آپؑ کی خدمت میں خط لکھا کہ وہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کو عملی رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ کم از کم دو ماہ کے لیے قادیان آ کر رہیں۔ چنانچہ انہوں نے آنے کا ارادہ کیا۔ ان کو بہت سے لوگوں نے روکا اور نصیحت کی کہ قادیان مت جاؤ۔ ایک نے گالی بھی دی۔ لیکن ان تمام باتوں پر خدا کا فضل غالب آ گیا اور ان کو کھینچ لایا۔

سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے والوں کے اخلاص و محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

میں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا، میرے ساتھ تعلقِ اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے، جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے، محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں، نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں......سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لیے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نورِ اخلاص کی طرح نور دین ہے۔ میں اُن کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ اسلام کے لیے وہ کر رہے ہیں، ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔

اے رب العالمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس جگہ میں اس شکر کے ادا کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں اپنی وحی کے ذریعہ سے کفار کو ملزم کیا اور فرمایا کہ یہ میرا نبی اس اعلیٰ درجہ کا نیک چال چلن رکھتا ہے کہ تمہیں طاقت نہیں کہ اس کی گذشتہ چالیس برس کی زندگی میں کوئی عیب اور نقص نکال سکو۔ باوجود اس کے کہ وہ چالیس برس تک دن رات تمہارے درمیان ہی رہا ہے۔ اور نہ تمہیں یہ طاقت ہے کہ اس کے اعلیٰ خاندان میں جو شرافت اور طہارت اور ریاست اور امارت کا خاندان ہے، ایک ذرہ عیب گیری کر سکو۔ پھر تم سوچو کہ جو شخص ایسے اعلیٰ اور اطہر اور انفس خاندان میں سے ہے اور اس کی چالیس برس کی زندگی جو تمہارے روبروئے گزری گواہی دے رہی ہے کہ افترا اور دروغ بافی اس کا کام نہیں ہے تو پھر ان خوبیوں کے ساتھ جبکہ آسمانی نشان وہ دکھلا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی تائید اس کے شامل حال ہو رہی ہیں اور تعلیم وہ لایا ہے جس کے مقابل پر تمہارے عقائد سراسر گندے اور ناپاک اور

شرک سے بھرے ہوئے ہیں تو پھر اس کے بعد تمہیں اس نبیؐ کے صادق ہونے میں کون سا شک باقی ہے۔ اسی طور سے خدا تعالیٰ نے میرے مخالفین اور مکذبین کو ملزم کیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۲ رمیں میری نسبت یہ الہام ہے جس کے شائع کرنے پر بیس برس گزر گئے اور وہ یہ ہے: وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُم عُمُرًا مِّن قَبلِهِ اَفَلَا تَعقِلُونَ یعنی ان مخالفین کو کہہ دے کہ میں چالیس برس تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں اور اس مدت دراز تک تم مجھے دیکھتے رہے ہو کہ میرا کام افترا اور دروغ نہیں ہے اور خدا نے ناپاکی کی زندگی سے مجھے محفوظ رکھا ہے۔

آپؑ اپنے گھر میں بچوں میں بھی شکرگزاری کے جذبات پیدا کرنے کوشش فرماتے۔ ایک روایت آتی ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ نے گھر میں بچوں کو کہانی سنائی کہ ایک گنجا اور ایک اندھا تھا۔ اللہ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے گنجے سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے سر پر بال ہوں اور مجھے مال و دولت مل جائے۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے بال اُگ گئے اور اس کو مال و دولت مل گئی۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا۔ اس نے اندھے سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا میری آنکھیں ہوں اور مجھے مال و دولت مل جائے۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بینائی ٹھیک ہوگئی اور اس کو بھی مال و دولت مل گئی۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانے کے لیے فرشتے کو دوبارہ غریب آدمی کے روپ میں بھیجا۔ اس نے جا کر گنجے سے سوال کیا تو اس نے ترش روئی سے، بڑی بد مزاجی سے جواب دیا اور جھڑک دیا اور کہا کہ چل تیرے جیسے بہت فقیر پھرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ دوبارہ گنجا ہو گیا اور مال جاتا رہا۔ پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور سوال کیا۔ اندھے نے کہا سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے اور اسی کا مال ہے تم لے لو۔ پھر اللہ نے اس کو اور مال و دولت دی۔ سو عزیز بچو تم بھی یاد رکھو کہ

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کی قدر کرو اور سوالی کو نہ جھڑکو۔ خیرات کرنا اچھی بات ہے اور سوالی کو دینا چاہیے اس سے خدا خوش ہوتا ہے اور نعمت زیادہ کرتا ہے۔

پھر ایک موقع پر آپؑ نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے بارہ میں فرمایا:

حضرت حکیم مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہیں۔ ان کے ذریعے کئی غریبوں کا علاج ہو جاتا ہے۔ علاج تو دوسروں کا ہوتا تھا مگر شکر آپؑ کر رہے تھے کہ انسانی خدمت کر رہے ہیں اور انسانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند مرحومین کا ذکر فرمایا

☆......مکرم حافظ شہباز احمد صاحب مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ۔ مکرم یلنگا نہ مومنی صاحب برکینا فاسو شہید، مکرم یحییٰ سوماری صاحب آف مالی شہید، مکرم سراج الحق قریشی صاحب۔ نائب افسر جلسہ سالانہ ربوہ، مکرم لاوال طیب صاحب معلم سلسلہ نائیجیریا اور مکرم ماسٹر غفور احمد صاحب سانگلہ کینیڈا کا ذکر خیر فرماتے ہوئے دعائے مغفرت فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَ ادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔